

بجٹ ۲۰۲۴-۲۵

ہمیں روایتی سوچ بدلنے کی ضرورت ہے

اکرام بخاری

(مصنف ایک صحافی ہیں۔ جانچ میڈیا گروپ کے ایڈیٹر اور ریڈیو پاکستان کے میزبان بھی ہیں)

بجٹ کی تیاری میں ہمیں روایتی سوچ اور طرزِ عمل بدلنے کی ضرورت ہے۔

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور اس کی معیشت کی کنجی قدرتی طور پر دستیاب زرعی صلاحیت ہے۔ وسیع و عریض زرعی زمینیں۔ چار موسم اور پانی کی وافر دستیابی کے علاوہ موسمی بارشیں اور نہایت محنتی اور پرجوش انسانی آبادی کی موجودگی کے باعث پاکستان قدرتی طور پر ایک بہترین زرعی ملک ہے اور ملکی ترقی کا دارومدار زراعت کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ اور مزید بہتر طریقے سے بروئے کار لانے میں مضمر ہے۔ پاکستان کی آبادی کا بیشتر حصہ دیہات میں آباد ہے اور زرعی پیداوار انکی معیشت ہے اس اعتبار سے پاکستانی عوام کا غالب حصہ زراعت میں ماہر ہے اور ان کا زرعی تجربہ بے مثال ہے۔ تو ایسے میں پاکستان کے ریاستی وسائل کو معیشت کی بہتری کے لئے زراعت پر استعمال کیا جانا چاہیئے۔ اگرچہ دنیا میں سائنسی ترقی کی بدولت صنعتی معیشت بھی لازمی ہے تو پاکستان کو ملک کے اندر ایسی صنعتوں کے قیام کے لئے منصوبہ بندی کرنی چاہیئے جو ملک کی قدرتی معاشی صلاحیت یعنی زراعت اور قدرتی مائننگ کو سپورٹ کرے۔ ہمیں بطور مملکت صنعتی انقلاب کی ضرورت ہے لیکن اس کی درجہ بندی کرنا بھی ضروری ہے۔ ہمیں ایسی صنعتوں کو فروغ دینے کی ضرورت ہے جو سب سے پہلے تو ملک کے اندر کی ضروریات کو پورا کر سکیں تا کہ امپورٹ بل کم سے کم ہو سکے۔۔ اور برآمدات کے لئے بھی ایسی صنعتوں کو فروغ دیا جائے جن کے لئے خام مال اپنے ملک کے اندر سے ہی دستیاب ہو۔ پاکستان قدرتی مواقع کی ایک شاندار سرزمین ہے جہاں بے تحاشہ معدنیات اور قدرتی وسائل کی بھرمار ہے۔ ہمارا وفاقی بجٹ اس سوچ کا آئینہ دار ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ وفاقی بجٹ کی تیاری میں سابقہ بجٹ میں عائد کی گئی ڈیوٹیوں اور دی گئی چھوٹ کے نتائج کا بھی گہرائی میں تجزیہ کر کے نئے بجٹ میں مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔ تا کہ سابقہ غلطیوں کا تدارک اور نئی غلطیوں سے بچا جا سکے۔

ایسے حالات میں جبکہ ہم معاشی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور بیرونی قرضوں پر انحصار پر مجبور ہیں تو ہمیں نہایت سمجھداری سے طویل المدت منصوبے بنانے اور طویل المدت معاشی پالیسیوں کے تسلسل کی اشد ضرورت ہے تا کہ ایک پائیدار اور منظم معاشی میدان میسر آ سکے اور ہم معاشی طور پر مکمل آزاد اور مضبوط ہو سکیں۔ ہمارے ملک کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ ہم بے پناہ وسائل اور مواقع ملنے کے باوجود آزادی کی سنچری کے قریب پہنچنے کے باوجود ابھی تک خود کفالت کی منزل حاصل نہ کر سکے۔ سیاسی افراتفری اور پالیسیوں کے تسلسل کے فقدان کے باعث آج ہم بیرونی قرضوں کے بغیر ایک قدم بھی آگے بڑھنے کے قابل نہیں۔ قوم کا بیشتر حصہ خطِ غربت سے نیچے کی زندگی گزار رہا ہے۔ روزگار کے مواقع بڑھنے کے بجائے مسلسل سکڑ رہے ہیں۔ جبکہ سیاسی بلوغت کا یہ عالم ہے کہ عوام کو محض نعروں اور سبز باغ دکھا کر اقتدار حاصل کیا جاتا ہے اور سابقہ حکومتوں کی پالیسیوں کو محض سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے لئے غیر ضروری اور غلط قرار دے کر نئے سرے سے منصوبے اور پالیسیاں شروع کی جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں قوم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ پا رہی۔ ہماری سب سے بڑی ضرورت معاشی اہداف کا تعین اور پالیسیوں کا تسلسل ہے، سیاسی اشرافیہ کو مل بیٹھ کر ایک میثاقِ معیشت کرنے کی ضرورت ہے جو اتنا ہی معتبر اور مضبوط ہو جتنا کہ آئین پاکستان۔ یہ تسلی بخش بات ہے



کہ پہلی بار وقت کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسپیشل انویسٹمنٹ فیسیلی ٹیشن کونسل (ایس آئی ایف سی) کا ادارہ قائم کیا گیا ہے جس کے تحت معاشی اہداف کے حصول کے لئے ایک منظم اور پائیدار پالیسی کے نفاذ اور عملدرآمد کو یقینی بنانا حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ اس ادارے کی بدولت ابتدائی طور پر بیرونی سرمایہ کاری کے حوالے سے اقدامات سامنے آئے ہیں جن کی بدولت بڑے پیمانے پر بیرونی ممالک بالخصوص دوست ممالک کے ساتھ سرمایہ کاری کی کوششوں کو تقویت ملی ہے اور بڑی کامیابیاں دیکھنے میں آرہی ہیں۔ ابھی یہ ادارہ نیا ہے اور اس ادارے کے ذریعے ہی تمام معاشی پالیسیاں بنانی اور برقرار رکھنی چاہئیے۔ میری تجویز ہے کہ سالانہ بجٹ چونکہ ایک اہم ترین معاملہ ہوتا ہے جس کا بنیادی مقصد آئندہ مالی سال کے لئے ملک کی معاشی جہت کا تعین ہوتا ہے اور آمدن واخراجات کا تخمینہ طے کیا جاتا ہے تو لازمی ہے کہ بجٹ تیاری میں بھی ایس آئی ایف سی کے پلیٹ فارم کو شامل کیا جائے اور ایک پوائنٹ متفقہ اور تیکنیکی اعتبار سے مثبت اور پائیدار معاشی پالیسی کے تسلسل کو یقینی بنایا جائے۔ کیونکہ کسی بھی ملک کا سالانہ بجٹ اگر وقتی فائدے اور سیاسی پوائنٹ اسکورنگ یا مختلف طبقات کو خوش کرنے کے لئے بنایا جائے جو کہ مجموعی معاشی پالیسیوں سے ہم آہنگ نہ ہو تو پھر معاشی اہداف کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔ سالانہ بجٹ ہی کے ذریعے معاشی پالیسیوں کا اصل اظہار سامنے آنا چاہئیے اور اگر بیرونی قرضوں کی بنیاد پر بنایا گیا سالانہ بجٹ حقائق پر مبنی نہیں ہوگا تو پھر ملکی معاشی اہداف کی طرف پیش رفت ممکن ہی نہیں۔

بجٹ ۲۰۲۴-۲۵ کے لئے معاشی ماہرین کے مطابق درج ذیل نکات پر توجہ دینی ضروری ہے۔

کرنٹ اکاونٹ خسارے سے نمٹنا: کرنٹ اکاونٹ کے زیادہ خسارے کو دیکھتے ہوئے، درآمدات کو کم کرنے اور برآمدات بڑھانے کے لیے

حکمتِ عملی پر توجہ دینی چاہیے۔

مالیاتی نظم وضبط: ماہرین اکثر مالیاتی نظم وضبط کی اہمیت پر زور دیتے ہیں تا کہ پائیدار اقتصادی ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس میں حکومتی اخراجات کا دانشمندانہ انتظام، سبسڈی کو معقول بنانا، اور ٹیکس کی وصولی کو بڑھانے کے اقدامات شامل ہیں۔

انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری: تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور سماجی تحفظ کے پروگراموں کے لیے وسائل مختص کرنے سے انسانی سرمائے میں اضافہ، پیداواری صلاحیت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے اور غربت کو کم کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم اور مہارت کی ترقی میں سرمایہ کاری عالمی معیشت میں جدت اور مسابقت کو فروغ دینے کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔

معاشی بحران کی وجوہات: پہلے قدم کے طور پر، حکومت کو معاشی بحران کا سخت جائزہ لینا ہوگا۔ اس کے لئے، معاشی حالات، کرنسی کی قوت، تجارتی روابط، اور دیگر اقتصادی شعبوں کی تفصیلات کی جانچ پڑتال کرنی ہوگی۔

انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ: انفراسٹرکچر معاشی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ سڑکوں، توانائی اور پانی کی فراہمی جیسے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کے لیے فنڈز مختص کرنا اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ دے سکتا ہے، سرمایہ کاری کو راغب کر سکتا ہے اور شہریوں کے معیارِ زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔

سرمایہ کاری کو فروغ دینا: ریگولیٹری اصلاحات، کاروبار کرنے میں آسانی، اور ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے ترغیبات کے ذریعے سرمایہ کاروں کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنا معاشی ترقی اور روزگار کے مواقع پیدا کر سکتا ہے۔ ٹیکنالوجی، مینوفیکچرنگ، اور زراعت جیسے اہم شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی طویل مدتی فوائد حاصل کر سکتی ہے۔

سماجی تحفظ کے اقدامات: کمزور آبادی کے تحفظ اور معاشی جھٹکوں کے اثرات کو کم کرنے کے لیے سماجی تحفظ کے جال کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔ اس میں سماجی امداد کے پروگراموں کو بڑھانا، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم تک رسائی کو بہتر بنانا، اور خوراک کی حفاظت کے اقدامات کو بڑھانا شامل ہو سکتا ہے۔

قرضوں کا انتظام: پاکستان کے قرضوں کے چیلنجوں کے پیشِ نظر، سمجھدار قرض کا انتظام بہت ضروری ہے۔ بجٹ میں بیرونی قرضوں پر انحصار کم کرنے، موجودہ قرضوں کی تشکیلِ نو اور قرض کی پائیداری کو بہتر بنانے کے اقدامات شامل ہونے چاہئیں۔

موسمیاتی تبدیلی کی موافقت: پاکستان موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات جیسے انتہائی موسمی واقعات اور پانی کی کمی کے لیے انتہائی خطرے سے دوچار ہے۔ موسمیاتی لچکدار بنیادی ڈھانچے، پانی کے انتظام کے نظام، اور قابلِ تجدید توانائی میں سرمایہ کاری سے لچک پیدا کرنے اور خطرات کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

گورننس اور شفافیت: گورننس، جوابدہی، اور عوامی مالیاتی انتظام میں شفافیت کو بڑھانا بجٹ کے مؤثر نفاذ اور وسائل کی تقسیم کے لیے ضروری ہے۔ اداروں کو مضبوط کرنا، بدعنوانی کا مقابلہ کرنا، اور مالیاتی شفافیت کو فروغ دینا سرمایہ کاروں اور شہریوں میں یکساں طور پر اعتماد پیدا کر سکتا ہے۔

ٹیکنالوجی کی ترقی: بجٹ میں ٹیکنالوجی کی ترقی کے لئے مخصوص فنڈز مختص کیا جا سکتا ہے۔ یہ ملک کی معاشی بنیادوں کو مضبوط بنانے اور معاشی حوصلہ افزائی کرنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔

خصوصی سیکٹر کی ترقی: بجٹ میں خصوصی سیکٹر کی ترقی کے لئے بھی مخصوص فنڈز مختص کیا جا سکتا ہے۔ خصوصی سیکٹر کی ترقی سے معاشی حالات میں بہتری آ سکتی ہے اور روزگار کے مواقع بھی بڑھ سکتے ہیں۔



معاشی بہتری کی منظم رہنمائی: حکومت کو معاشی بہتری کی منظم رہنمائی کرنی ہوگی۔ اس کے لئے، اقتصادی منافع کو بچانے اور قومی معیشت کو دوبارہ مستحکم کرنے کے لئے مختلف ترقیاتی پالیسیوں کا اجرا کیا جا سکتا ہے۔ ایس آئی ایف سی کے پلیٹ فارم کو بجٹ کی تیاری اور بجٹ اہداف کے تعین کے حوالے سے استعمال کرنا بہتر ہوگا تاکہ مجموعی معاشی پالیسیوں کا تسلسل اور تعین یقینی بنایا جا سکے۔

بجٹ ۲۰۲۳-۲۴ میں توانائی کے شعبے میں قابلِ تجدید توانائی کے ذرائع اور پائیدار طریقوں کو اپنانے کے لئے شمسی توانائی کے آلات پر ڈیوٹی چھوٹ کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی یہ چھوٹ برقرار رکھی جانی چاہیئے تاکہ نہ صرف توانائی کے بحران پر قابو پایا جا سکے اور آلودگی پھیلانے والے روایتی بجلی گھروں سے بھی چھٹکارہ مل سکے اور موسمیاتی تغیر کے چیلنجز سے نمٹنے میں عالمی کوششوں میں حصہ بھی ڈالا جا سکے۔ جبکہ عوام کو سستی اور

بلاتعطل بجلی میسر آ سکے۔اس کامیابی کے نتیجے میں تیل وگیس کی درآمد پر خرچ ہونے والے مالی بوجھ سے بھی چھٹکارہ ملے۔ واضح رہے کہ تیل کی درآمد سے ہمارے کرنٹ اکاؤنٹ پر بڑا دباؤ رہتا ہے اور ہمارے زرِمبادلہ کے ذخائر خالی ہوجاتے ہیں۔بجلی گھروں کے لئے تیل کی درآمد کے باعث ہمارا امپورٹ بل اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ بہترین کوششوں کے باوجود ہمارا ایکسپورٹ بل امپورٹ بل کے خسارے کو پورا نہیں کر پاتا۔اور نتیجے میں کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کے باعث عالمی سطح پر ہمیں شدید مشکلات پیش آتی ہیں یہاں تک کہ ہمیں اپنا اکاؤنٹ بھرا ہوا دکھانے کے لئے دوست ممالک سے مدد اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرض لینا پڑتا ہے۔ یہ رقم اس شرط پر ملتی ہے کہ ہم اسے استعمال نہیں کرینگے۔گویا ایک ایسی رقم جو ہم استعمال بھی نہیں کرتے جس سے ہم کچھ کما بھی نہیں سکتے صرف اکاؤنٹ میں رکھنے کا بھاری سود ادا کرتے ہیں۔جو ہماری معیشت پر بوجھ میں اضافہ کرتا چلا جارہا ہے۔

امپورٹیڈ ٹائلز پر ڈیوٹی کی چھوٹ کا خاتمہ: امپورٹیڈ ٹائلز پر ڈیوٹی کی چھوٹ سے مقامی ٹائل انڈسٹری کی حوصلہ شکنی ہوئی اور امپورٹ بل پر بھی بوجھ پڑا۔ ویسے بھی امپورٹیڈ ٹائلز اشرافیہ کی ایک لگژری آئٹم ہے اس پر اگر مکمل پابندی نہ بھی لگائی جائے تو اس پر امپورٹ ڈیوٹی میں چھوٹ ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔موجودہ بجٹ میں یہ ایک ضروری معاملہ ہے۔

ٹیکس نیٹ سے باہر کے شعبوں کو ٹیکس نیٹ میں شامل کرنا: بجٹ ۲۰۲۳-۲۴ میں تھوک، خوردہ اور رئیل اسٹیٹ کے شعبوں پر مناسب ٹیکس نہیں لگایا گیا۔موجودہ بجٹ میں اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔تاکہ ٹیکس نیٹ بڑھے اور وصولیوں کا ہدف پورا کیا جاسکے۔

پاکستان اسٹاک ایکسچینج (PSX) پر اثرات: گزشتہ بجٹ میں بونس حصص کے اجرا پر ۱۰ فیصد حتمی ٹیکس عائد کیا گیا جس سے کمپنیوں کو ایسے حصص کی پیشکش کی حوصلہ شکنی ہوئی۔اس اقدام کے تسلسل سے ممکنہ طور پر مارکیٹ کا تجارتی حجم کم ہوسکتا ہے جس سے پاکستان اسٹاک ایکسچینج پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ماضی میں یہ بات نوٹ بھی کی گئی۔

ترسیلات زر اور کرنسی کے استحکام کی حوصلہ افزائی: نئے بجٹ میں ترسیل زر اور کرنسی کی قدر و قیمت میں استحکام کے لئے اقدامات کئے جانے ضروری ہیں۔سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۲۴-۲۵ میں ایف بی آر ریونیو ۹،۸۰۰ ملین روپے، نان ٹیکس ریونیو ۲،۶۴۲ ملین روپے جبکہ گراس فیڈرل ریونیو ۱۲،۴۴۲ ملین روپے، نیٹ فیڈرل رینیو ۶۷۰۶ ملین روپے، مجموعی آمدن ۱۰ کھرب، ۲۱ ارب ۵۲ کروڑ روپے دستیاب ہیں۔جو ہماری مجموعی قومی پیداوار کا ۱۸ فیصد بنتا ہے۔

ڈائریکٹ ٹیکسز کی پالیسی میں تبدیلی:

ہمارے یہاں بیشتر ترقی پذیر ممالک کی طرح ڈائریکٹ ٹیکسز کی بھرمار ہے جس سے دولت مند اور غریب طبقات میں زبردست عدم توازن پیدا ہورہا ہے۔یعنی ایک امیر شہری بھی وہی ٹیکس ادا کررہا ہے جو ایک غریب شہری ادا کرتا ہے۔اس کی ایک مثال یہ ہے کہ موٹر سائیکل



والے شہری سے بھی پٹرول کی خریداری پر وہی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جو ایک لینڈ کروزر والا شہری ادا کر رہا ہے۔ اسی طرح ایک بڑی کوٹھی میں رہائش پذیر شہری بھی بجلی کا وہی ٹیکس ادا کر کے مزے کر رہا ہے جو ایک چھوٹے گھر میں رہنے والا غریب شہری ادا کرنے پر مجبور ہے۔ حکومتیں بجٹ میں ان ناانصافیوں کو ختم کرنے کے بجائے غریبوں کے لئے بجلی یونٹس کی چھوٹ کی اسکیمیں بناتی رہتی ہیں لیکن بیشتر غریب طبقات ان اسکیموں سے کوئی بھی فائدہ اٹھانے سے محروم رہتے ہیں۔ مثلاً کئی بار حکومتوں نے اعلان کیا کہ دوسو یونٹ تک بجلی مفت دی جائیگی جس کے نتیجے میں وہ غریب شہری جس کا بجلی کا استعمال دوسو یونٹ سے زیادہ تھا وہ کسی بھی رعایت سے یکسر محروم رہا۔ جبکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ امیر علاقوں میں ایک گھر میں تین یا چار چار میٹر لگوا کے یہ رعایت سے فائدہ اٹھالیا گیا۔ جبکہ بجلی اور گیس کے سلیب ریٹس کے باعث بھی زبردست ناانصافی ہو رہی ہے۔

سیلز ٹیکس کی ہم آہنگی: بجٹ میں صوبائی حکومتوں کے تعاون سے سیلز ٹیکس کے دائرہ کار، شرح وغیرہ کو ہم آہنگ کیا جائے اور ایسا نظام لایا جائے جہاں ایک ہی سیلز ٹیکس ریٹرن کاروباری اداروں کی طرف سے جمع کرایا جاسکتا ہو۔ ٹیکسیشن کی پیشرفت محصولاتی ڈھانچے کے علاوہ، ٹیکس کی ترقی سب سے اہم ہے۔ مؤثر ٹیکس پالیسی کے عناصر کی کمی کے ذریعے ترقی کو آگے بڑھایا جائے۔ ٹیکس بریکٹ میں اور براہ راست ٹیکس کے تحت اور اس کے ذریعے ٹیکس چھوٹ کا جائزہ لیا جائے۔ بالواسطہ ٹیکسوں کے تحت چھوٹ یا کمی کی شرحوں کو واپس لیا جائے۔

ٹیکس وصولیوں میں آسانی کے لئے ٹیکس سٹرکچر کو آسان بنانا: اس وقت ٹیکس کا ڈھانچہ پیچیدہ ہے اور اس کی تعمیل کی لاگت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمل درآمد کی لاگت۔ ٹیکس قوانین کو آسان بنانے کا کام اس طرح کیا جانا ہے۔

ریونیو کوڈ جس میں تمام وفاقی اندرونی ٹیکس یعنی انکم ٹیکس، سروسز پر سیلز ٹیکس، ایف ای ڈی اور آئی سی ٹی کو ایک قانون کے طور پر ملایا جانا چاہیئے۔ عام موضوعات جیسے رجسٹریشن، آڈٹ، ریکوری سے متعلق دفعات ایک ہی اسٹرکچر چاروں ٹیکسوں پر لاگو کیا جانا چاہیئے۔